جوخدا نے کہا اسی کی اطاعت میں برکت اور ثواب ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶؍جون ۱۹۸۱ء بمقام مسجد احمدیہ اسلام آباد)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنی کی تلاوت فرمائی:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○ (البقرۃ:۱۸۴ تا ۱۸۷)

پھر حضور انور نے فرمایا جو آیات میں نے ابھی پڑھی ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے۔ اے لوگو! جو

ایمان لائے ہو تم پر روزوں کا رکھنا فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح ان لوگوں پر (ان کی شریعتوں کے مطابق) فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم روحانی اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔ سو تم روزے رکھو چند گنتی کے دن (رمضان کا مہینہ) اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا مسافر تو اَور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور ان لوگوں پر جو اس روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا واجب ہے یعنی جتنے روزے چُھٹے ہیں اس کے مطابق بشرطِ استطاعت۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم اترا یا جس کے بارہ میں قرآن کریم نے ہدایت فرمائی۔ یہ بھی درست ہے کہ رمضان میں پورے کا پورا قریباً قرآن اترا کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ ہر رمضان میں اس وقت تک جس قدر قرآن کریم نازل ہو چکا ہوتا حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا دور کرتے تھے۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اترا جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے جو کھلے دلائل، جو ہدایت کا رنگ رکھتے ہیں اپنے اندر رکھتا ہے اور فرقان ہے، مابہ الامتیاز پیدا کرتا ہے مسلم اور غیر مسلم کے درمیان۔ اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو دیکھے اسے چاہیئے کہ وہ روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد پوری کرنی واجب ہوگی۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم تعداد کو پورا کرلو اور اس بات پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تا کہ تم اس کے شکر گزار بندے بنو۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں ان کے پاس ہی ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیئے کہ وہ بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

یہ تو درست ہے کہ حکومتِ وقت نے اپنے ایک فیصلہ کے ذریعے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اور دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ اس لئے جو ان کے فیصلے ان کے معین کردہ دائرۂ اسلام کے اندر نفوذِ اسلام کے لئے ہوں ان کا اطلاق جماعتِ احمدیہ پر نہیں ہوتا، نہ ہوسکتا ہے۔ اپنی جگہ یہ درست لیکن جو ہدایت اس نے قرآن عظیم کے ذریعے دی ہے ہماری اپنی ہی بھلائی کے لئے اور ترقیات کے لئے اس کی پابندی کرنا ہم میں سے ہر ایک پر ایک بنیادی فرض ہے ان

ہدایات کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دی ہیں۔ قرآن کریم نے شہرِ رمضان کی جو خصوصیات اور ذمہ داریاں ہیں وہ بیان کر دی ہیں، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر عمل کر کے وضاحت کے ساتھ ہمارے سامنے عملی تفسیر ان آیات کی رکھ دی ہے۔

میں نے جو طریق اس وقت منتخب کیا ہے وہ یہ نہیں کہ میں ان آیات کی تفسیر کروں بلکہ اس میں سے میں نے بارہ پوائنٹس (Points) اٹھائے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

نمبر ایک یہ کہ روزہ رکھنا ہر اس شخص کے لئے ضروری ہے، ہر اس احمدی کے لئے ضروری ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے روزہ رکھنا ضروری قرار دیا ہے۔ بعض آسانیاں پیدا کیں اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر بعد میں آئے گا لیکن کسی احمدی کی ''خو''' بہانہ جُو'' نہیں ہونی چاہیئے کہ بہانہ ڈھونڈ کے روزوں سے بچنے کی راہ کو اختیار کرے۔ روزہ فرض ہے روزہ رکھنا ہر اس احمدی پر جس کو رکھنا چاہیئے فرض ہے اور ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو اس کی سزا مقرر کی نہ رکھنے کی، اس کے حکم توڑنے کی، وہ کوئی دنیوی سزا نہیں ہے اور یہ یاد رکھیں کہ دنیا کی کوئی سزا اللہ تعالیٰ کی سزا کا کفارہ نہیں بن سکتی کہ آپ سمجھیں کہ دنیا میں چونکہ انسان کی بنائی ہوئی سزا مل گئی اس لئے کفارہ ہو جائے گی۔ قرآن کریم میں بعض ایسی سزاؤں کا ذکر ہے جو کفارہ بن جاتی ہیں۔ تفصیل میں اس وقت نہیں جاؤں گا۔ ابھی یہ مضمون چلے گا انشاء اللہ تعالیٰ پھر موقع ہوا تو اس کو بھی بتا دوں گا۔ بہرحال خدا تعالیٰ کا یہ حکم توڑنا کہ خدا کہے کہ اے فرد واحد، (ہر فرد کو مخاطب کیا ہے قرآن کریم نے) اے احمدی! تجھ پر روزہ فرض ہے کیونکہ فرض کی جو شرائط ہیں وہ تیرے وجود میں، تیری ذات میں تیری زندگی میں پوری ہوتی ہیں اور پھر وہ خدا تعالیٰ کے اس حکم کو توڑے تو خدا تعالیٰ کی سزا کا، عذاب کا وہ مستحق ٹھہرے گا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اور دنیوی کوئی سزا بطور کفارہ کے اس کے لئے نہیں بن سکتی کہ انسان کی سزا خدا تعالیٰ کی سزا سے اسے بچا لے۔

قرآن کریم، قرآن حکیم ہے دلیل دیتا اور ہمیں سمجھاتا ہے کہ جو میرا حکم ہے اس پر کیوں عمل کرو۔ تو یہاں دو چیزوں کی طرف اشارہ کیا گیا۔ ایک یہ کہ اخلاقی بیماریاں ہیں بہت سی، روزہ ان سے بچاتا ہے کیونکہ پاکیزگی پیدا کرتا اور خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں کھولتا ہے اور جن پر اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہیں کھولی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ایسا سامان پیدا کر دیتا ہے کہ ان راہوں

پر چل کر اخلاقی اور روحانی بیماریاں پیدا نہیں ہوسکتیں اور نہ ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ایسے لوگوں کی حفاظت کرتا ہے جو نیک نیتی کے ساتھ اور پورے اخلاص کے ساتھ اور پوری توجہ کے ساتھ اور انتہائی عاجزانہ جھک کے اس کے حضور روزہ بھی رکھتے ہیں اور قبولیتِ روزہ کے لئے اس کے حضور دعائیں بھی کرتے ہیں۔

تیسری بات جو ان آیات سے ہمیں پتا لگتی ہے، ظاہر ہے کہ جو بیمار ہو روزہ نہ رکھے۔ اور چوتھی بات یہ کہ جو سفر پر ہو وہ روزہ نہ رکھے۔ سفر پر ہونے کے متعلق نہ یہ بتایا ہے قرآن کریم نے کہ دس دن کے سفر پر ہو یا دس مہینے کے سفر پر ہو یا تین دن کے سفر پر ہو، نہ یہ بتایا ہے کہ دس میل کے سفر پر ہو یا پچاس میل کے سفر پر ہو یا پانچ ہزار میل کے سفر پر ہو۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس لئے فرمایا ہے کہ جو عرفِ عام میں سفر کہلاتا ہے وہ سفر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہم سیر کے لئے نکلتے ہیں، کئی میل سیر کے لئے چلے جاتے ہیں کسی کے دماغ میں یہ بات نہیں آتی کہ ہم سفر پر ہیں اور ہم سفر کی نیت سے نکلتے ہیں اور ابھی دو میل نہیں گئے ہوتے تو ہمارا دماغ جان رہا ہوتا ہے کہ ہم سفر پہ نکلے ہوئے ہیں۔ جو بیمار یا جو سفر پہ ہو، اس کے لئے جو سہولت دی گئی یہ اختیاری نہیں جس طرح یہ حکم ہے کہ جب روزہ رکھنا تم پر واجب ہو جائے شرائط کے لحاظ سے، روزہ رکھو۔ اسی طرح یہ حکم ہے کہ جب تم بیمار ہو یا سفر پہ ہو تو روزہ نہ رکھو۔

اصل چیز اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا تھا جب انہوں نے کہا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں خدا تعالیٰ کی راہ میں تو انہوں نے بڑا ہی لطیف جواب دیا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا پھر ذبح کر دو۔ انہوں نے یہ کہا یٰٓاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ (الصّٰفّٰت: ۱۰۳) جو حکم ہے اس پہ عمل کرو۔ تو اصل روح یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے کہا ہے اس کی اطاعت میں برکت اور ثواب اور خدا کی رضا کا راز ہے۔ اپنے زورِ بازو سے تم خدا تعالیٰ کے پیار کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتے۔ کوشش کرنے والے تو بعض لوگ ایسے ہیں جو غلط راہ پہ چل کے ساری عمر اس طرح ہاتھ اونچا رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے یہاں تک کہ دورانِ خون ختم ہو کے سارا بازو خشک ہو جاتا ہے۔ ناسمجھ دماغ کہے گا کہ اس نے خدا کے لئے بڑی قربانی دی لیکن جو صاحبِ فراست

اور جس کو تفقہ فی الدین حاصل ہے وہ کہے گا کہ اس نے اطاعت باری تعالیٰ سے گریز کیا اور خدا تعالیٰ کو ناراض کیا تو اس نکتے کو سمجھو۔صرف جماعت احمدیہ کو کہ ان کو سمجھانا میرا فرض ہے۔ یہ کہہ رہا ہوں کہ کوئی بدعت بیچ میں نہ آئے۔ خدا نے جو کہا ہے وہ کرو۔ جو خدا نے کہا ہے وہ کروگے تمہیں خدا کا پیار مل جائے گا۔ اگر اپنی طرف سے بیچ میں بدعات کو شامل کرو گے خدا تعالیٰ کو ناراض کردو گے۔

پانچویں بات ہمیں یہ پتا لگی کہ ایسے لوگ جو عارضی طور پر بیمار اور روزہ چھوڑ رہے ہیں۔ مثلاً تین دن ۱۰۶ بخار ہو گیا ملیریا ہمارے ملک میں بڑا ہے دو دن، تین دن اس کی کمزوری رہی پانچ چھ دن میں وہ روزہ نہیں رکھ سکا، پھر رمضان میں (رمضان تو انتیس،تیس دن کا ہے) اس نے روزے رکھنے شروع کر دیئے لیکن پانچ چھ روزے جو چُھٹ گئے اس کے تو حکم یہ ہے کہ بعد میں رکھے، اگلے رمضان سے پہلے ان روزوں کو پورا کرے اور مسافر ساری عمر کے لئے تو مسافر نہیں ہوتا۔کوئی پانچ دن کے لئے باہر جائے گا اس کے پانچ روزے چھوٹیں گے اگر رمضان میں گیا، کوئی ممکن ہے کہ سارا رمضان بھی سفر میں گزارے حکم ہے کہ چھٹے ہوئے روزے انتیس دن کا اگر رمضان تھا تو انتیس روزے اگلے رمضان سے پہلے رکھے۔اگر وہ تیس دن کا رمضان ہے تو اگلے رمضان سے پہلے وہ تیس روزے اپنے پورے کرے۔ یہ حکم ہے ان آیات میں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو، جو ''بیمار ہے'' جو ''سفر پہ ہے'' قسم کی کیٹیگری (Categary) میں نہیں آتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آگے دو قسمیں ہیں ان کی، جو ہمیشہ کے لئے اپنی عمر میں روزہ رکھنے کی طاقت کو کھو بیٹھے ہیں۔ایک پچھتّر اسی سال کا بوڑھا ہے، وہ بالکل ہی کمزور ہو گیا ہے، چلنے پھرنے کی بھی طاقت نہیں، لوگوں کے سہارے سے اٹھ رہا ہے اور اس حالت میں رمضان آیا پھر خدا تعالیٰ نے اس کو دس سال اور زندگی دی تو دس رمضان کے روزے اس نے گزارے ہیں۔اس کے لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ رمضان کے روزے جو چھوٹ گئے ہیں وہ بعد میں رکھ لے۔ایک یہ گروہ ہے۔ یا مثلاً ٹی بی کا بیمار ہو گیا نوجوان اور بیمار ہی رہا اس کو آٹھ، دس، پندرہ، بیس سال خدا نے زندگی دی اور ڈاکٹر اس کو دن میں پانچ دفعہ انجیکشن لگاتے ہیں یا دوائی دیتے ہیں یا کینسر کا بیمار ہے وہ کہتے ہیں اتنے اتنے وقفے کے بعد ایک دن میں چار خوراکیں دوائی کی کھاؤ،

روزہ رکھنے کا سوال ہی نہیں اس کے لئے اور چند سالوں کے بعد اس کی وفات ہو جاتی ہے۔ یہ دوسری قسم ہے اور یا ایسا عذر ہے جو سال بھر اس کو روزہ نہیں رکھنے دے گا چونکہ اگلے سال سے پہلے پورے کرنے تھے نا اس واسطے اس کے روزے نہیں رکھے یعنی اس ماہِ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیئے۔ مثلاً ایک حاملہ ہے، حاملہ کے لئے روزے رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ ایک حاملہ ہے جس نے بچہ جننے کے بعد دودھ بھی پلانا ہے اپنے بچے کو، دودھ پلانے والی ماں نے روزہ نہیں رکھنا۔ تو سال گذر گیا ممکن ہے اس سے بھی زیادہ زمانہ گذر جائے لیکن ایک سال تو یقیناً گذر گیا نا۔

رمضان میں وہ حاملہ ہے، چھ مہینے کے بعد اس نے بچہ جنا، دودھ پلانا شروع کر دیا وہ اگلے رمضان تک کے جو گیارہ مہینے ہیں ان میں وہ روزہ رکھنے کے قابل نہیں ہوئی، یہ اجازت اس کو ملی ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ بھی اس کے روزے نہیں رکھیں گی اور نہ روزے پورے کریں گی بعد میں۔

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت کی بنا آسانی پر، یُسر پہ رکھی ہے عُسر پہ نہیں رکھی اور ہمیں دعا بھی سکھائی وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ (البقرۃ: ۲۸۷) اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ ممکن تھا کہ وہ ہمارے اوپر ایسا بوجھ ڈال دے جس کے اٹھانے کی اس نے ہمیں قوت ہی نہ عطا کی ہو خدا تعالیٰ تو ایسا کر ہی نہیں سکتا اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم تیرے دین کے احکام کی ایسی انٹرپرٹیشن (Inter-Pretation) ایسی تفسیر نہ کرلیں کہ اس پر عمل مالا یطاق بن جائے ہمارے لئے، ہمیں فراست عطا کر کہ تیری مرضی کے مطابق ہم تیرے احکام کو بجالانے والے ہوں اور مَا لَا طَاقَةَ لَنَا نہ ہو بلکہ بشاشت اور شرحِ صدر کے ساتھ ہم تیرے احکام کو پورا کرنے والے ہوں۔

ساتویں بات یہاں یہ بتائی گئی ہے کہ تمہیں سوچنا چاہیئے کہ ہم جو تمہارے پیدا کرنے والے ہیں جو تمہیں قوتیں اور استعدادیں عطا کرنے والے ہیں ہمیں معلوم ہے کہ تم میں کس قسم کی صلاحیت پائی جاتی ہے ہم نے اپنے کامل علم کی بنا پر اور حکمتِ کاملہ کے نتیجہ میں یہ فیصلہ کیا کہ تمہاری طرف جو ایک کامل اور مکمل شریعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ذریعہ سے بھیجی

جائے اس کی بنیاد آسانی پر رکھی جائے يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وہ تنگی نہیں چاہتا اور حکم ہے تمہارے لئے کہ جب خدا تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا تو تم بھی اپنے لئے تنگی نہ چاہو۔

آٹھویں بات یہ ہے کہ اسلام کی روح بشاشت اور شرح صدر ہے یہ روح نہیں ہے کہ مشقت کرو مشقت سمجھو کوئی بھی عبادت مشقت نہیں کیونکہ جو سچا اور حقیقی مسلمان ہے وہ شرحِ صدر سے احکام بجالاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا یہ اس کے لئے بہتر ہوگا یعنی اصل بنیاد فرمانبرداری ہے۔

نویں بات یہ کہ جو شخص رخصت سے فائدہ نہیں اٹھاتا وہ زورِ بازو سے خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے، یہ جہالت ہے، یہ بیوقوفی ہے۔ کوئی شخص دنیا میں، کوئی وجود دنیا کا اپنے زور سے اپنے رب کو خوش نہیں کرسکتا۔ اس کی اطاعت کرکے، اس کے حضور عاجزانہ جھک کے، اس سے دعائیں کرکے، اس کی رحمت کو، اس کے فضل کو، اس کی برکتوں کو جذب کرکے، اس کو خوش کرسکتا ہے ویسے نہیں کرسکتا۔

دسواں یہ کہ رمضان کا مہینہ بڑی عظمتوں والا ہے۔ یہ ایک بنیادی چیز ہے اور سمجھنے والی اور یاد رکھنے والی، رمضان کا مہینہ بڑی عظمتوں والا ہے اس لئے کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم جیسی ہدایت نازل ہوئی۔ هُدًى لِّلنَّاسِ یہ انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى اور ایسے دلائل اپنے اندر رکھتی ہے (انسان کو سمجھاتی ہے کہ جو تمہارے سامنے تعلیم رکھی جارہی ہے وہ ان راہوں کی طرف ہدایت دیتی ہے) جو خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کی طرف لے جانے والی ہیں اور ایسی تعلیم ہے جو فرقان ہے، حق و باطل میں تمیز کرنے والا ہے۔

گیارہویں بات اور یہ جو یہاں روزہ رکھنے کا حکم ہے پہلا حکم تھا نماز پڑھنے کا وہ ان آیات میں نہیں ہے لیکن صوم کی وجہ سے اس کا ذکر ضروری ہے۔ نماز جو ہے الصَّلٰوةُ اَلدُّعَاءُ نماز پڑھتے ہی ہم دعا کے لئے ہیں نماز میں دو قسم کی دعائیں ہیں، ایک وہ مسنون دعائیں ہیں یعنی قرآن کریم کی آیات اور وہ دعائیں ہیں جو مروی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے

اورایک وہ دعائیں ہیں اور یہ یادرکھو اس میں بھی بدعت پیدا ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اجازت دی ہے بلکہ پسند کیا ہے کہ تم مسنون دعاؤں کے علاوہ اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو اور اس سے مانگو نماز کے اندر۔

سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نماز جو ہے صلوٰۃ ، یہ تزکیۂ نفس کرتی ہے اور تزکیۂ نفس (آپ فرماتے ہیں) یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہوتا ہے یعنی اہوائے نفس جو ہیں نفسانی خواہشات جو ہیں ان سے انسان بچتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ (العنکبوت:۴۶) اور جو روزہ ہے یہ تجلّیٔ قلب کرتا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کئے) کہ کشف کا دروازہ کھلتا ہے اور دیدارِ الٰہی کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔ تو کتنی عظمت ہے ماہِ رمضان میں کہ اگر نیک نیتی سے مقبول روزے رکھ لو گے تو دیدارِ الٰہی کے سامان پیدا کئے جائیں گے اور قرب کی راہیں جو ہیں وہ کشادہ کی جائیں گی تمہارے لئے۔

بارہویں بات اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ اس طرف اشارہ کررہی ہے کہ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت اس مہینے میں کی جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی سنت تھی اور جیسا کہ میں نے بتایا حضرت جبرائیل علیہ السلام ماہ رمضان میں دور کیا کرتے تھے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے صرف یہی کتاب پڑھنے کے قابل ہے“

اس واسطے میں کہتا ہوں جماعت کو کہ آپ کثرت سے قرآن کریم پڑھیں خصوصاً رمضان کے مہینے میں بہت زیادہ زور تلاوت قرآن کریم کے اوپر ڈالیں۔ ایک محدث یا فقیہہ تھے (مجھے یاد نہیں رہا امام بخاریؒ تھے یا دوسرے) ان کے متعلق آتا ہے کہ رمضان کا جب مہینہ شروع ہوتا تھا تو ساری کتابیں بند کر کے رکھ دیتے تھے اور صرف قرآن کو پکڑ لیتے تھے، سارے رمضان میں سوائے قرآن کریم کے اور کچھ نہیں پڑھتے تھے آپ فرماتے ہیں۔

”اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہیں سکتی“ آپ فرماتے ہیں ”غلبۂ اسلام کے لئے یہ

حربہ ہاتھ میں لو، اس کام کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں۔ قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو اللہ تعالیٰ تمہیں تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کر دے گا کیونکہ یہ فرقان بھی ہے نا۔

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ جو لوگ اللہ (سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کا ترجمہ ہے بعض لفظی تبدیلیوں کے ساتھ) اور اس کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں یہ پوچھنا چاہیں اگر کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا عنایات رکھتا ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں سے، جو ہم سے مخصوص ہوں اور غیروں میں نہ پائی جاتی ہوں۔ (اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ کے یہ معنی آپ نے کئے ہیں) تو ان کو کہہ دے میں نزدیک ہوں یعنی تم میں اور تمہارے غیروں میں یہ فرق ہے کہ تم میرے مخصوص اور قریب ہو اور دوسرے مہجور اور دور ہیں۔ جب کوئی دعا کرنے والوں میں سے جو تم میں سے دعا کرے، دعا کرتے ہیں تو میں اس کا جواب دیتا ہوں یعنی میں اس کا ہم کلام ہو جاتا ہوں اور اس سے باتیں کرتا ہوں اور اس کی دعا کو پایۂ قبولیت میں جگہ دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کی زندگی میں اس فرقان کو قائم کرے جو اس کو دوسروں سے ممتاز کرنے والا ہو۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۵ رجولائی ۱۹۸۱ء صفحہ ۳ تا ۶)